تم کو پالیا

سدرہ اعجاز

''آپ ساتھ تھیں تو واقعی میں دنیا کی گرمی سردی کا اندازہ ہی نہیں تھا، آپ جب سے گئیں ہیں یوں لگتا ہے میں تپتی دھوپ میں کھڑی ہوں اور دور دور تک کوئی سایہ نہیں ہے۔'' دیا خیالوں میں خیالوں میں دادی سے محوکلام تھی۔

''آپ کیوں چلی گئیں دادی، کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کی حیات میں میری شادی ہو جاتی، کم از کم یہ مرحلہ اتنا مشکل تو نہ لگتا، اب تو ایسا لگتا ہے اپنے ارادوں پہ قائم رہنا بہت مشکل ہے۔''

اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو پرے دھکیلا اور اٹھ کر بالکنی میں آ گئی۔

''اب قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔'' دیا کی نظریں اب گھر کے بڑے سے لان پہ تھیں، ملازمین باہر آ جا رہے تھے اور عالیان بھائی گیٹ

ناولٹ

کے پاس کھڑے شاید مہمانوں کا انتظار کر رہے تھے، وہ بھی نیچے آ گئی جہاں عنایا بیٹھی ناخنوں پہ نیل پالش کے ڈفرنٹ کوڈز لگا رہی تھی۔

''تمہارے منہ پر کیوں بارہ بجے ہیں؟''

چیونگم سے غبارہ بناتے ہوئے اس وقت دیا کو وہ زہر لگی تھی، وہ کچن کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی۔

''نہ دو جواب ویسے بھی آج گھر میں خوشی کا سماں ہے کیونکہ آج انکار نہیں ہوگا، آفٹر آل رشتہ آیا بھی تو عنایا آفریدی کے لئے ہے آنٹی نے خود پسند کیا ہے مجھے۔'' عنایا اترا کر بولی تھی، مقصد دیا کو چڑانا تھا۔

''مائنڈ اٹ عنایا، رشتہ تو ہمیشہ سے تمہارا ہی آتا ہے مجھے تو خوامخواہ شوپیس بنا کر بٹھا دیا جاتا ہے۔'' دیا نے بھی اب کے تنک کر جواب دیا تھا۔

''دراصل تم جل رہی ہو کیونکہ تمہارے لئے آنے والا ہر ہر شخص مجھے پسند کر جاتا ہے اس لئے۔'' عنایا نے مزید جلانا چاہا۔

''مجھے کوئی شوق نہیں کہ کوئی مجھے پسند

تم کو پالیا

سدرہ اعجاز

''آپ ساتھ تھیں تو واقعی میں دنیا کی گرمی سردی کا اندازہ ہی نہیں تھا، آپ جب سے گئیں ہیں یوں لگتا ہے میں تپتی دھوپ میں کھڑی ہوں اور دور دور تک کوئی سایہ نہیں ہے۔'' دیا خیالوں میں خیالوں میں دادی سے محو کلام تھی۔

''آپ کیوں چلی گئیں دادی، کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کی حیات میں میری شادی ہو جاتی، کم از کم یہ مرحلہ اتنا مشکل تو نہ لگتا، اب تو ایسا لگتا ہے اپنے ارادوں پہ قائم رہنا بہت مشکل ہے۔'' اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو پرے دھکیلا اور اٹھ کر بالکنی میں آگئی۔

''اب قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔'' دیا کی نظریں اب گھر کے بڑے سے لان پہ تھیں، ملازمین باہر آ جا رہے تھے اور عالیان بھائی گیٹ

ناولٹ

کے پاس کھڑے شاید مہمانوں کا انتظار کر رہے تھے، وہ بھی نیچے آ گئی جہاں عنایا بیٹھی ناخنوں پہ نیل پالش کے ڈفرنٹ کوڈز لگا رہی تھی۔

''تمہارے منہ پر کیوں بارہ بجے ہیں؟'' چیونگم سے غبارہ بناتے ہوئے اس وقت دیا کو وہ زہر لگی تھی، وہ کچن کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی۔

''نہ دو جواب ویسے بھی آج گھر میں خوشی کا سماں ہے کیونکہ آج انکار نہیں ہو گا، آفٹر آل رشتہ آیا بھی تو عنایا آفریدی کے لئے ہے آنٹی نے خود پسند کیا ہے مجھے۔'' عنایا اترا کر بولی تھی، مقصد دیا کو چڑانا تھا۔

''مائنڈ اٹ عنایا، رشتہ تو ہمیشہ سے تمہارا ہی آتا ہے مجھے تو خوامخواہ شو پیس بنا کر بٹھا دیا جاتا ہے۔'' دیا نے بھی اب کے تنک کر جواب دیا تھا۔

''دراصل تم جل رہی ہو کیونکہ تمہارے لئے آنے والا ہر ہر شخص مجھے پسند کر جاتا ہے اس لئے۔'' عنایا نے مزید جلانا چاہا۔

''مجھے کوئی شوق نہیں کہ کوئی مجھے پسند

کرے، میں یوں ہی ٹھیک ہوں تم اپنے کام سے کام رکھو بس۔'' اب کے ضبط کرنا دیا کو مشکل لگنے لگا تھا، سو وہ کھڑی ہوگئی۔

''بس کرو تم دونوں کب سے بحث کر رہی ہو۔'' امی اندر سے ان کی بڑھتی آوازیں سن کر باہر آئیں تھیں۔

''چلو دیا اندر۔'' دیا اپنی آنکھوں میں آئی نمی پونچھتی اندر چل دی۔

☆☆☆

یہ مسئلہ کوئی آج کا نہیں تھا، یہ سب تو آئے روز کا کام تھا، عمیر آفریدی کے چار بچے تھے، سب سے بڑے عالیان بھائی جن کی شادی کو دو سال ہو چکے تھے اور ان کی ایک پیاری سی بیٹی ''آئمہ'' پورے گھر کی رونق تھی، مدیحہ بھابھی بھی آزاد خیال اور نازک سی تھیں، عالیان سے سال بھر چھوٹی خوشبو تھی جس کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی اور وہ اپنے سسرال میں خوش و خرم تھی اور پھر یہ دونوں تھیں۔

''عنایا اور دیا'' تھیں تو جڑواں، پر شکل سے لے کر عادات کسی بھی چیز میں مماثلت رتی برابر نہ تھی، عنایا گوری شوخ دراز قد کی بے انتہا خوبصورت لڑکی تھی اور ایسا واقعی میں تھا کہ خاندان بھر میں اس کی خوبصورتی کا چرچا تھا، کچھ اسے خود بھی اپنی نازکی پر بہت مان تھا سو وہ تھی بھی بہت مغرور اور دیا پیاری تو وہ بھی تھی مگر عنایا جتنی خوبصورت نہیں تھی، صاف رنگت اور خوبصورت آنکھوں والی دیا آفریدی، عنایا آفریدی کے سامنے کچھ گردانی ہی نہ جاتی اور یونیورسٹی میں تو کوئی یقین ہی نہ کرتا کہ وہ دونوں جڑواں بہنیں ہیں، بلکہ اس بات پر بھرپور تبصرے اور چٹکلے اڑائے جاتے، اس کی ایک وجہ دونوں کی ڈریسنگ میں زمین و آسمان کا فرق بھی تھی، عنایا جینز اور کرتا پہنتی یا شارٹ شرٹس میں ملبوس رہتی جبکہ دیا شلوار قمیض یا فراک کے اوپر سے اسکارف اور بڑے سے دوپٹے میں رہتی تھی، یونیورسٹی میں عنایا سے کمپیئر کرکے اسے مذاق کا نشانہ تو بنایا ہی جاتا تھا پر جب گھر میں بھی اسے بار بار ٹوکا جاتا تو وہ ضدی بن گئی اور اپنے آپ میں رہنا سیکھ لیا۔

رویوں میں سرد پن دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتی چلی گئی اور بیشک وہ گھر میں واحد تھی جو پنج وقتہ نمازی تھی اور یہ سب صرف اور صرف دادی کی صحبت کا اثر تھا، بچپن میں جب اسے عنایا کی وجہ سے اگنور کیا جاتا تھا تو وہ دادی کے قریب اور قریب تر ہوتی چلی گئی، پھر دادی نے اسے وہ سب سکھایا تھا جو اس سوسائٹی کی مائیں اپنے بچوں کو عموماً سکھانا ضروری نہیں سمجھتیں، دادی کی تربیت میں وہ نکھرتی چلی گئی، دادی نے اسے بچپن سے نماز کا پکا بنا دیا تھا جو آج جوانی کی دہلیز پر پہنچ کر بھی کبھی اس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی تھی، بچپن میں عالیان بھائی جب اس کا مذاق اڑائے تو وہ روتے ہوئے دادی کی آغوش میں چھپ جاتی اور جب ڈیڑھ سال قبل دادی کی وفات ہوئی تو وہ اس واحد رشتے کے چھن جانے پر بے حد و بے حساب روئی تھی اور تب سے اس نے پکا عہد کر لیا تھا کہ وہ ہمیشہ دادی کی دیا بن کر رہے گی۔

پھر جب ان دونوں کی ماسٹرز کی ڈگری مکمل ہوگئی تو ماں باپ کو ان کے رشتے کی فکر ہونے لگی، مسٹر عمیر آفریدی شہر کے معزز ترین بزنس مین تھے، شہر میں پانچ ہوٹل ان کے نام سے چلتے تھے، کروڑوں کمانے والے آفریدی خاندان کی بیٹیوں کے رشتے کی بات چلی تو بڑے بڑے لوگوں کے رشتے آنے لگے، عنایا نے فی الحال شادی سے انکار کر دیا تھا، تو اسے نظر انداز کر کے

مسز آفریدی نے دیا کو اہمیت دی سو اس طرح آنے والے تمام رشتے دیا کے لئے ہوتے اور جب دیا اندر آئی تو اسے بڑی سی چادر میں بنا میک اپ اور کسی نمائش کے دیکھ کر آنے والے حیران سے رہ جاتے اور یوں رشتہ ساتھ بیٹھی نازک سی عنایا آفریدی کے لئے ڈال دیا جاتا، تین بار جب مسلسل اس طرح ہوا تو مسز آفریدی نے عنایا کو سامنے آنے سے منع کر دیا، لیکن پھر وہ لوگ خود عنایا کو دیکھنے کی ڈیمانڈ کرتے کہ اس کی خوبصورتی کے قصے شہر بھر میں سنے تھے، اس صورتحال سے سب ہی پریشان تھے، پھر مسٹر آفریدی نے خود عنایا سے بات کی اور اسے جانے کیسے منا لیا شادی کے لئے اور طے یہ پایا کہ آنے والا اگلا رشتہ اگر قابل قبول ہوا تو اسے عنایا کے لئے اوکے کر دیا جائے گا اور پھر عنایا جب کمیٹڈ ہو جائے گی تو دیا کے لئے راہ ہموار ہو سکے گی، جو بھی تھا دیا بہر حال خوش تھی کہ اسے پھر سے کسی اجنبیوں کی کھوجتی نظروں کا نشانہ نہیں بننا پڑے گا۔

☆☆☆

''بھابھی پلیز ٹی وی کچھ دیر کے لئے بند کر دیں مجھے نماز ادا کرنی ہے۔'' دیا جائے نماز تھامے کھڑی تھی۔

''اوہ دیا پلیز تم کہیں اور جا کر نماز پڑھ لو، یہ آئمہ کو بڑی مشکل سے پکڑ کر کھانے بیٹھایا ہے اور تم تو جانتی ہو کہ یہ ٹی وی دیکھتے ہوئے کھانا کھاتی ہے اور اگر بند کر دیا تو یہ شور مچانے لگے گی اور پتا ہے مہمان گھر سے نکل چکے ہیں بس پہنچتے ہی ہوں گے میرے پاس بالکل بھی ٹائم نہیں ہے کہ اسے چپ کرا سکوں۔'' اتنی لمبی چوڑی وضاحت پر دیا خاموشی سے وہاں سے ہٹ گئی، اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ ہر کمرے میں ہڑبونگ مچی ہے جیسے پتا نہیں کتنا بڑا فنکشن ہوا اور خود اس کے کمرے میں عنایا اپنا منہ پینٹ کر رہی تھی، وہ گم صم سی جائے نماز اٹھائے باہر چلی آئی اور پھر اچانک اس کی نظر لان کے قدرے پرسکون اور صاف گوشے پر پڑی تھی اس نے اکثر دادی کو یہاں نماز ادا کرتے دیکھا تھا، دادی کے تصور پر اس کے لب مسکرا اٹھے، دیا نے احتیاطاً دیکھا گیٹ سے کھڑے ہو کر یہاں نظر نہیں پڑتی تھی، پھر وہ مطمئن ہو کر عین اسی جگہ نماز ادا کرنے لگی۔

☆☆☆

''حسن فیملی'' کا ویلکم کرنے پورا آفریدی خاندان گیٹ تک آیا تھا، حسن صاحب بھی عمیر آفریدی کے پرانے دوست تھے، حال ہی میں پاکستان شفٹ ہوئے تھے، تین بچے تھے ان کے، بڑے بیٹے ولید اور بیٹی عائزہ کی شادی وہیں باہر کر چکے تھے اور اب اپنے سب سے چھوٹے سپوت ولی حسن کے لئے گوہر نایاب کی تلاش میں تھے، کہ ان کی بیگم مہرالنساء کو ایک تقریب میں عنایا اس قدر بھائی کہ اسے ہی بہو بنانے کا پکا ارادہ کر لیا اور جب اس سلسلے میں ولی سے بات کی تو اس نے ہمیشہ کی طرح انکار کرنے کی بجائے ایک شرط رکھ دی کہ وہ خود لڑکی کو دیکھنے ساتھ جائے گا، پھر کوئی فیصلہ کرے گا لہٰذا اب وہ لوگ یہاں تھے۔

سب کو خوش آمدید کہہ کر وہ لوگ اندر چل دیے اور ولی کار پارک کرنے لگ گیا، گاڑی کھڑی کر کے وہ اندر بڑھتے ہوئے اردگرد سرسری نظر بھی ڈالتا جا رہا تھا اور یہ اس کی زیرک نظروں کا ہی کمال تھا کہ اسے لان کے نسبتاً خاموش کونے میں سیاہ آنچل کی جھلک دکھلائی دی تھی اور اپنی پرتجسس فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ تھوڑا آگے بڑھا تھا اور پھر اس کونے کا منظر

السلام علیکم

ہمیں اپنے بلاگز (ویب سائیٹ) FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائیٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم،

آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔

آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ

کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور پیج پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

دیکھ کر وہ آگے بڑھ آیا، وہاں کوئی نسوانی وجود نماز پڑھ رہا تھا، ولی آگے آیا تا کہ اس کا چہرہ دیکھ سکے اور اب وہ سائیڈ پوز سے اسے دیکھ سکتا تھا، سیاہ چادر کے ہالے میں لپٹا اس کا صبیح چہر، آہستگی سے ہلتے لب، جھکی ہوئیں گھنیری پلکیں۔

اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کر گواہی دی، ولی حسن وہیں مجسمہ بنا اسے دیکھ رہا تھا جس اپر کلاس سے وہ تعلق رکھتا تھا، وہاں کبھی کہیں بھی ایسا منظر اسے دیکھنے کو نہیں ملا تھا، عورت کا ایسا پاکیزہ اور خالص روپ جس نے پہلی ہی نظر میں ولی حسن کو انسپائر کرلیا تھا، اب وہ دائیں بائیں سر گھما کر سلام لے رہی تھی، پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، آنکھیں موندے لب سے نجانے کیا کیا مانگنے میں مصروف تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہوا، ولی آنکھیں کھولے ابھی بھی اسے دیکھ رہا تھا، اسے اندر جانا یاد ہی نہ رہا، پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر وہ اٹھی اور جائے نماز سمیٹا، جوں ہی دیا مڑی اپنے پیچھے موجود اجنبی کو دیکھ کر وہ بری طرح چونکی، دیا نے جلدی سے جائے نماز سامنے کر کے غیر محسوس طریقے سے اپنا منہ چھپایا تھا۔

''ک...... ک...... کون...... ہیں...... آ ......آپ؟'' لرزتی آواز بمشکل حلق سے نکلی تھی۔

''تمہارا نام کیا ہے؟'' وہ بڑی بے تکلفی سے پوچھ رہا تھا، اس کی آواز بہت دلکش تھی، دیا نے ایک لمحہ سوچا تھا اور پھر اسے سائیڈ سے تیزی سے نکل کر اندر کی جانب دوڑ لگا دی، کمرے میں آ کر اس کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا، نجانے وہ کون تھا؟

☆☆☆

''کہاں رہے گئے تھے ادھر آؤ۔'' مسز حسن کے کہنے پر وہ غائب دماغی سے ان کے پاس چلا آیا، وہ ابھی بھی اس حور کے سحر میں تھا۔

''ارے یہ تو ولی حسن ہیں وہی نیا سنگر جو آج کل بڑا پاپولر ہوا ہے۔'' ولی کو دیکھ کر مدیحہ بھابھی خوشی اور حیرت سے چیخنتی تھیں اور عنایا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر سامنے والے صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھا تھا، جس کی ان دنوں وہ بھی دیوانی تھی، ابھی پچھلے ہفتے ہی تو وہ اس کے کانسرٹ پر گئی تھی اور چند دن بعد وہ کس حیثیت سے اس کے سامنے ہوگا وہ تو سوچ بھی نہ سکتی تھی اور وہ جو پاپا کے ترلے منتوں کی بناء پر یہاں مجبوراً بیٹھی تھی ایکدم اس کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے، سب اپنی باتوں میں گم تھے اور ولی حسن کی چین کو گھماتے ہوئے نجانے کن خیالوں میں گم تھا؟

''بیٹا ولی! یہ عنایا۔'' ماں کی مسکراتی آواز پر بڑی بے تابی سے ولی نے گردن اٹھا کر سامنے سجی سنوری پیاری سی عنایا آفریدی کو دیکھا اور ا یکدم مایوس ہو گیا، وہ سمجھ رہا تھا کہ شاید وہ لڑکی، جس کا رشتہ دیکھنے وہ آئے ہیں، وہ وہی نماز والی ہوگی پر عنایا تو پہلے سے موجود تھی۔

''بیٹا تم لوگ آپس میں بات چیت کرلو، مدیحہ بچوں کو لان تک چھوڑ آؤ۔'' مسٹر آفریدی کے کہنے پر کچھ سوچ کر ولی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، خواب کی سی کیفیت میں گھری عنایا کے ہمراہ باہر آیا تھا۔

☆☆☆

''میں...... میں بتا نہیں سکتی کہ میں کس قدر خوش ہوں کہ آپ؟ جن کے پیچھے پاکستان کی لڑکیاں آج کل پاگل ہیں وہ میرے گھر میں اس......اس حیثیت سے موجود ہیں۔'' عنایا خوشی سے چہک رہی تھی اور اس کی خوشی کا اندازہ اس کے دمکتے سرخ چہرے سے لگایا جا سکتا تھا۔

''وہ...... ایکچوئیلی جب میں اندر داخل ہوا تو کوئی لڑکی یہاں نماز پڑھ رہی تھی وہ کون تھی؟'' بغیر کیسی تمہید کے سیدھے سے انداز میں ولی نے سوال کیا تھا، عنایا کچھ پل الجھن سے اسے دیکھتی رہی پھر ہنس کر بولی۔

''او...... وہ...... وہ دیا ہوگی میری ٹوئنز سسٹر وہ ہی نماز پڑھتی ہے اور تو کوئی بھی نہیں۔'' وہ ڈھٹائی سے ہنس کر بتا رہی تھی۔

''اوہ...... آئی...... سی۔'' ولی کے ہاتھ پتے کی بات آ چکی تھی۔

''آپ کو میں...... اچھی لوگی ناں؟'' وہ اب ولی سے پوچھ رہی تھی۔

''مطلب؟''

''مطلب میرے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟''

''ایکچوئیلی مجھے آپ کی سسٹر بہت اچھی لگیں اور میں انہی سے شادی کروں گا۔''

ولی نے بغیر کسی لگی لپٹی کے اپنا مدعا بیان کیا، اب کے حیران ہونے کی باری عنایا کی تھی۔

☆☆☆

جس نے یہ خبر سنی، حیرت سے انگلیاں منہ میں داب لیں، ولی حسن نے عنایا کے بجائے دیا کو پسند کرلیا؟ اس بار تو کایا ہی پلٹ گئی، کہاں تو ہر رشتہ عنایا کے نام ہو جاتا اور اب عنایا کے لئے آنے والے رشتے میں دیا کو پسند کر لیا گیا اور وہ لڑکے نے خود، جبکہ فیملی رشتہ عنایا کے لئے لائی تھی بات ہضم ہونے والی نہیں تھی۔

''تمہارا دماغ خراب ہے؟ بھلا تمہارا اور اس کا کیا جوڑ؟'' مسز حسن تو ہتھے سے اکھڑ گئیں تھیں۔

''مجھے وہ پسند ہے دیٹس اٹ اور میری شادی اسی سے ہوگی۔'' عائزہ آپی حتیٰ کہ ولید بھائی نے بھی اسے خوب سمجھایا کہ عنایا ہی اس کے ساتھ جچے گی، وہ خود بھی تو بے حد ہینڈسم تھا ہاں حلیہ تھوڑا عجیب تھا، گردن تک آتے بال بڑھی ہوئی شیو اور بے ڈھنگی سی موچھیں، پر اس کے اسی اسٹائل پر تو دنیا پاگل تھی، وہ ایک وجیہہ مرد تھا، ماں کی ناراضگی اور گھر والوں کے اعتراض کے باوجود اس کے کہنے پر عنایا کی بجائے، دیا کا پروپوزل دے دیا گیا۔

☆☆☆

''دیا کے لئے ایسا شاندار رشتہ، جب ہم امید ہی کھو بیٹھے تھے خدا نے کیسے راہ ہموار کر دی۔'' مسز آفریدی خوش نظر آ رہیں تھیں، آخر دیا بھی تو ان کی بیٹی تھی۔

''ممی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ ولی حسن کا رشتہ میرے لئے آیا تھا ناں، تو اس کی شادی مجھ ہی سے ہوگی۔'' عنایا ابھی تک جو کسی صدمے کے زیر اثر تھی ماں کی بات پر چیخی تھی۔

''تمہارا دماغ خراب ہے اور بس جب ولی نے خود دیا کے لئے پسندیدگی ظاہر کی ہے تو پھر۔'' مسز آفریری برہم ہوئیں۔

''پر ممی......آپ۔''

''بس کرو عنایا۔'' مسٹر آفریدی نے اسے ڈپٹا تھا۔

''اس طرح کے معاملوں میں بچے نہیں بولتے، سو آپ خاموش رہیں، یوں بھی میرے لئے دونوں بیٹیاں ایک برابر ہیں اگر دیا کو پسند کیا گیا ہے تو اسی کے لئے بات آگے بڑھے گی، حسن کی فیملی سے ہمارے پرانے تعلقات ہیں میں ان کو انکار نہیں کر سکتا، مزید چھان بین کے بعد میں ہاں کر دوں گا۔'' لمبی چوڑی وضاحت پر عنایا غصے سے سرخ چہرہ لئے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی اور کچن تک جاتی دیا یہ سب سن کر پلٹی تھی۔

''بابا! مجھے کسی ایسے شخص سے شادی نہیں

کرنی جس کا اس قدر فضول پیشہ ہو، بابا وہ سنگر ہے اور یہ سنگرز نجانے کیا کچھ کرتے ہیں، کتنے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں، سوری میری طرف سے صاف انکار ہے۔''

ہزار تاویلوں کے باوجود دیا کا انکار، نہ بدلا اور جب یہ انکار حسن فیملی تک پہنچا وہیں سب نے جہاں سکھ کا سانس لیا، ولی حسن کا دماغ بھک سے اڑ گیا، ایسا بھی ہوسکتا ہے اس نے تو سوچا تک نہ تھا، ولی حسن نے کچھ سوچ کر عمیر آفریدی کے آفس کا چکر لگایا تھا، کیونکہ وہ بڑے تھے اور وہی بہتر طور پر اس معاملے میں اس کی مدد کر سکتے تھے، عمیر صاحب نے بھرپور حمایت کا یقین دلایا تھا، تو ولی نے کچھ سکھ کا سانس لیا، پہلی ہی ملاقات میں دیا جیسے اس کے دماغ میں بس گئی تھی۔

☆☆☆

''تمہارا کوئی بھی فضول انکار نہیں سنا جائے گا، وہ وزٹ ویزا پر پاکستان آیا ہے، وہ یو کے میں جاب کرتا ہے اور یہ سنگنگ صرف چند ماہ کا شوق ہے وہ ایک مکمل لڑکا ہے، شاندار فیملی بیک گراؤنڈ تمہارا تو بس دماغ چل گیا ہے بس ہم انہیں مثبت جواب دے رہے ہیں اور تین ماہ تک وہ سب واپس جا رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ نکاح کر کے جائیں پھر ایک ڈیڑھ سال بعد سب مستقل طور پر یہاں شفٹ ہوں گے تو رخصتی ہو گی۔'' امی کی سب باتوں کو غائب دماغ کے ساتھ سختی دیا صدمے کے زیر اثر تھی اور بچپن سے اگنور ہوتی دیا کو اس کی زندگی کے اس اہم معاملے میں بھی اگنور کر دیا گیا تھا، ممی کے نکلتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆☆☆

''کیا کیا خواب دیکھے تھے میں نے ولی کی شادی کی، اور پھر عنایا آہ کیسی بے مثال خوبصورتی اور کیسے جچی تھی وہ میرے ولی کے ساتھ پر پتا نہیں ولی کو کیا ہوا؟ اس لڑکی کے انکار کے باوجود؟ اب بھلا وہ ہے کیا میرے ولی کے سامنے جو اتنا نخرہ دکھا رہی ہے؟ ہونہہ۔'' مسز حسن عائزہ کے ساتھ بیٹھی دل ہلکا کر رہی تھیں۔

''مما ویسے دیا ہے بہت کیوٹ، کتنی شرمیلی سی ہے بولتی بھی بہت کم ہے جبکہ عنایا کچھ بولڈ سی ہے۔'' عائزہ نے خیال پیش کیا تھا۔

''ہماری سوسائٹی میں عنایا جیسی بولڈ لڑکیاں ہی موو کر سکتی ہیں۔'' وہ کوفت سے بولی تھیں، مسز آفریدی بد دل سی ہو کر نکاح کی تیاریاں کر رہی تھیں۔

☆☆☆

ولی نے ایک بار پھر خواب کی سی کیفیت میں گردن موڑ کر اپنے ساتھ سر جھکائے گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی، دیا ولی حسن کو دیکھا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ہاتھ بڑھا کر اسے چھو کر دیکھے کہ کہیں یہ خواب تو نہیں؟ اپنی بے پناہ خوشی کا اظہار وہ کر ہی نہیں پا رہا تھا۔

''یار بھابھی کا چہرہ تو دکھا دو ہم بھی تو دیکھیں ہمارے شہزادے کی بیوی۔'' ولی کے دوست نے ہنس کر کہا تھا۔

''وہ...... دیا بھابھی ایکچوئیلی دیا بھابھی پردہ کرتی ہیں۔'' پاس کھڑی عائزہ نے ہچکچا کر بتایا اور ارد گرد موجود ہر جگہ سے قہقہوں کی آواز آنے لگی۔

''اوئے ہوئے یہ کیا؟ ہمارے اتنے پاپولر سنگر کے لئے مولانی صاحبہ؟ آہاہا، قسم سے یار رئیلی آ گریٹ جوک۔'' وہ ہنسی سے بے حال ہوتا بول رہا تھا، سر جھکائے بیٹھی دیا نے لب بھینچ کر اپنے پرس کو اپنی مٹھی میں بھینچا تھا اس کی یہ حرکت ولی کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی۔

''جسٹ شٹ اپ شی از مائی وائف۔'' ولی کے پتھروں کے سے سخت لہجے نے سب ہی کو محتاط کر دیا تھا اور مسز حسن پہلو بدل کر رہ گئیں۔

☆☆☆

دیا نے تو نکاح کے بعد چپ ہی سادھ لی تھی، بولتی تو وہ پہلے بھی نہ تھی پر اب تو گویا ہر اک سے ناراض تھی، ولی کی طرف سے نکاح کے بعد اب تک کوئی کال یا اس کی آمد نہ ہوئی تھی، ویسے بھی دو ماہ بعد ان کی واپسی تھی ان ہی دنوں عنایا کے لئے ان کی یونیورسٹی کے ٹاپر شہر کے بزنس ٹائیکون کے بیٹے اور بے حد ہینڈسم سٹوڈنٹ شرجیل درانی کا پرپوزل آیا تھا اور وہ جو ابھی تک ولی کے لئے اداس تھی ایکدم کھل سی اٹھی، یہ کوئی اتنی چھوٹی سی بات تو نہیں تھی، تھوڑی چھان بین کے بعد یہ رشتہ او کے کر دیا گیا اور گھر میں پھر سے عنایا کی منگنی کی رونقیں جاگ اٹھیں تھیں، منگنی کمبائن تھی، گھر والوں کے اصرار پر دیا کو بھی اس کی منگنی کی تیاریوں میں ہاتھ بٹانا پڑا اور وہ بھی کب تک یوں سب سے کٹ کر رہتی؟

''دیا بیٹے آپ کے سسرال والے آئے ہیں ان کا ویلکم کرو جا کر۔'' عمیر صاحب نے دیا کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر کہا تھا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنا دوپٹہ درست کرتی ہال کی انٹرنس تک آ گئی، وہاں سے کافی مرد آ جا رہے تھے، دیا نے غیر محسوس طریقے سے دوپٹہ آگے بڑھا کر منہ چھپا لیا، تبھی وہ لوگ داخل ہوئے تھے۔

''السلام علیکم۔'' دیا کی آواز پر عائزہ نے چونک کر دیکھا اور پھر مسکرا کر اس کے گلے لگ گئی۔

''کیسی ہو دیا؟'' وہ خوشدلی سے بولی تھی۔

''جی ٹھیک۔'' دیا نے بھی مسکرا کر کہا اور پھر باقی سب سے ملنے لگی، وہ سب اندر چلے گئے دیا بھی مڑنے لگی تھی کہ ''السلام علیکم'' بھاری دلکش سی آواز پر دیا نے مڑ کر دیکھا، پیچھے ولی حسن کھڑا مسکراتے ہوئے دیا کو دیکھ رہا تھا۔

''و...... و...... وعلیکم السلام۔'' وہ منمنا کر بولی تھی۔

''کیسی ہو؟'' ولی نے بھرپور نظروں سے اسے دیکھا تھا، وہ بغیر جواب دیئے اپنے تیز تیز دھڑکتے دل کو سنبھالتی اندر بھاگ گئی تھی، منگنی کی رسم ادا ہوئی تو فوٹو گرافر تصویریں اتارنے لگا، ولی نے نظریں اٹھا کر اسٹیج کی طرف دیکھا جہاں عنایا سیلولیس فراک جس پر بھاری کام ہوا تھا پہن رکھا تھا اور مسکرا کر اپنے منگیتر سے نجانے کیا باتیں کر رہی تھی، اسے بے ساختہ نکاح والے دن دیا کا جھکا سر اور گھونگھٹ یاد آ گیا، اس نے تو سر اٹھا کر ولی کو دیکھا تک نہ تھا، ولی کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی، اسے اپنی پسند اپنی بیوی پر فخر سا محسوس ہوا تھا، دیا کے خیال پر ولی نے بے ساختہ اس کی تلاش میں نظریں اِدھر اُدھر دوڑائیں، وہ کونے والی ٹیبل پر یوں بیٹھی تھی کہ صرف اس کی پشت نظر آ رہی تھی، وہ عائزہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی شاید۔

''ارے ولی یوں کیوں اکیلے کھڑے ہو؟ آؤ ناں۔'' سلیولیس بلاوز اور باریک سی ساڑھی میں ملبوس خوشبو اسے دیکھ کر بولی تھی، ولی نے بے اختیار نظریں جھکا لیں، دیا اپنی دونوں بہنوں سے کتنی مختلف تھی، دیا کی محبت اور قدر مزید بڑھی تھی، منگنی کے اختتام پر نیا شوشہ چھڑ گیا، عنایا اور شرجیل کسی ہوٹل میں ڈنر کے لئے جا رہے تھے جو کہ شرجیل کی طرف سے تھا، بڑے سب آپس میں مگن تھے، عنایا شرجیل کے ہمراہ چلی گئی تو وہ سب بھی جانے لگے۔

''ولی! تمہارا دل نہیں کرتا اپنی بیوی سے

بات کرنے کو۔'' عائزہ اور خوشبو نے ولی کو پکڑ لیا۔

''جی نہیں، میں شادی کے بعد ہی اس سے ساری باتیں کروں گا۔'' ولی نے بھی معنی خیزی سے جواب دیا تھا۔

''چپ کرو تم، جو ہم کہہ رہے ہیں وہ سنو اوکے؟'' دونوں نے مل کر اس کا برین واش کیا اور نا چاہتے ہوئے بھی وہ مان گیا۔

☆☆☆

''دیا عالیان بھائی کی گاڑی ورکشاپ میں تھی ناں تو وہ اپنے دوست کی گاڑی لے آئے تھے آج، ہم سب تو بچوں کی ضد پہ ذرا باہر آؤٹنگ پہ جا رہے ہیں ممی ڈیڈ بھی ساتھ ہیں تو تم ایسا کرو عالیان بھائی کے ساتھ گھر چلی جاؤ باہر گرے کار میں تمہارا ویٹ کر رہے ہیں۔'' خوشبو آپی کی لمبی بات سننے کے بعد دیا نے باہر دوڑ لگا دی تھی، مبادا کہ بھائی چلے ہی نہ جائیں وہ جو پہلے ہی اکتائی سی تھی شکر یہ کہتی فوراً باہر نکلی، چادر میں خود کو اچھی طرح چھپا کر وہ پارکنگ تک آئی تھی، سامنے ہی گرے کار کی ہیڈ لائٹس چل رہی تھیں، وہ دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

''چلیں۔'' اپنے فراک کو جھک کر پیروں سے سمیٹتی وہ مگن سے انداز میں بولی تھی اور تبھی گاڑی چل پڑی، فراک کے دامن میں لگے کندن اس کی سینڈل کی نازک سی لڑی میں اٹک گیا تھا۔

''بھیا آپ کو عنایا کو منع کرنا چاہیے تھا۔'' وہ احتیاط سے جھک کر اسے الگ کرنے لگی۔

''ابھی صرف ان کی منگنی ہی تو ہوئی ہے ناں، کون سا نکاح یا شادی ہو گئی جو وہ یوں اکیلی چلی گئی ان کے ساتھ۔'' موتی تھا کہ الگ ہو کے نہ دے رہا تھا، وہ جھنجھلا کے اسے کھینچنے لگی۔

''ہاں پر ہمارا تو نکاح ہوا ہے ناں؟'' گمبھیر دلکش مردانہ آواز پر دیا کے ہاتھ سے موتی ٹوٹ کر نیچے گرے تھے، ایک جھٹکے سے جھکا سر اٹھا کر وہ دائیں طرف مڑی تھی۔

''آ...... آپ؟'' بمشکل آواز حلق سے برآمد ہوئی تھی۔

''جی ہاں زوجہ محترمہ میں، آپ کا ولی حسن۔'' مقابل کے ہونٹوں سے مسکراہٹ گویا چپکی پڑی تھی، جگر جگر کرتی آنکھیں زوجہ محترمہ پر مرکوز تھیں۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے؟ بھائی کہاں ہیں؟'' وہ مڑ کر گویا گاڑی میں عالیان بھائی کو تلاش کرنے لگی۔

''زوجہ محترمہ، یہ بدتمیزی نہیں ہے، آپ میری قانونی اور شرعی بیوی ہیں اور کہیں بھی لے جانے کا حق رکھتا ہوں آپ پر۔'' اب کہ وہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ سمیت بولا تھا۔

''مجھے ابھی اسی وقت نیچے اتار دیں ورنہ...... ورنہ میں نیچے کود جاؤں گی سنا آپ نے۔'' وہ اس قدر جارحانہ لہجے میں بولی تھی کہ ولی نے گاڑی ایک کونے میں روک دی، گاڑی روک کر وہ اب براہ راست دیا کو دیکھنے لگا تھا، دیا نے گھبرا کر نظریں ہی جھکا لیں۔

''آ...... آپ پلیز گاڑی چلائیں۔'' منمنا کر اس کے لبوں سے یہی ادا ہوا تھا۔

''سوچ لو؟ چلاؤں یا روک دوں؟'' اسے بھرپور نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا، میک اپ سے پاک چہرہ بولتے ہوئے جب اس کے کان میں لٹکتا جھمکا اس کے جھمکے کا موتی ہلتا تو ولی کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوتا۔

''پہلی نظر کی محبت پر یقین رکھتی ہو؟'' وہ یوں ہی اسے دیکھتے بولا تھا، دیا نے جھٹکے سے گردن اٹھا کر الجھ کر اسے دیکھا تھا۔

''وہ ہوئی ہے مجھے تم سے۔'' دیا کی تھوڑی کو شہادت کی انگلی سے چھو کر وہ بولا تھا۔

''بہت محبت کرتا ہوں تم سے یوں لگتا ہے میں اب، میں اب تمہارے بنا جی ہی نہیں پاؤں گا۔'' جذبوں سے مخمور لہجہ دیا کو جھرجھری سی آ گئی، وہ ایکدم دیا کی جانب جھکا تھا، وہ اس کے بہت قریب تھا، اتنا کہ دیا نے اچانک ہوش میں آتے ہی اسے دھکا دیا تھا، اس کے نازک سے ہاتھوں سے وہ لمبا چوڑا ولی ذرا بھی تو نہ ہلا تھا، ہاں حواسوں میں آتے ہی وہ پیچھے ضرور ہو گیا تھا۔

''آپ...... آپ ایک فلرٹی اور گناہ گار انسان ہیں۔'' آنسوؤں میں بھیگی آواز پر ولی نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

''آپ کی وجہ سے میرے ساتھ، زبر...... زبردستی ہوئی، یہ...... یہ نکاح میری مرضی کے خلاف ہوا ہے، میں آپ سے نکاح پر راضی نہیں تھی کیونکہ آپ...... آپ مجھے پسند نہیں ہیں۔'' اور پھر ولی کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں۔

''کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گی کہ میں آپ کو کیوں پسند نہیں؟'' روکھے سے لہجے میں وہ تم سے آپ تک کا سفر طے کر گیا تھا، وہ ولی حسن جسے آج کل آئیڈیلائز کیا جا رہا تھا اس کی بیوی اس کے منہ پر کہہ رہی تھی، کہ وہ اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہے۔

''میں آپ کو...... وضاحت دینا ضروری نہیں سمجھتی اور برائے مہربانی مجھے میرے گھر ڈراپ کر دیں۔'' وہ رخ موڑ کر بولی تھی، یعنی بس بات ختم۔

''خیر وضاحت تو آپ کو دینی ہی پڑے گی، اب نہیں تو پھر سہی، باقی ہر خیال دل سے نکال دو صرف یہ یاد رکھو کہ تم میری بیوی ہو اور ہمیشہ رہو گی۔'' وہ لب بھینچ کر گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا تھا، بے قراری سی بے قراری تھی۔

☆☆☆

''پہلی نظر کی محبت پر یقین رکھتی ہو؟ وہ ہوئی ہے مجھے تم سے۔'' وہ سونے کے لئے جونہی لیٹی، آنکھیں موندنے پر ولی کا دلکش لہجہ سماعتوں میں رس گھولنے لگا۔

وہ دیا آفریدی جو بچپن سے اگنور ہوتی آئی تھی، کسی کے لئے اتنی خاص تھی۔

''بہت زیادہ محبت کرتا ہوں تم سے یوں لگتا ہے میں اب تمہارے بنا جی نہیں پاؤں گا۔'' وہ جیسے کہیں پاس ہی تھا، دیا کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا، دیا نے بے ساختہ ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی کہیں اس کی سوچوں کو دیکھ نہ رہا ہو، وہ اس کا شوہر تھا، اس کا محرم، اس کے بارے میں سوچنا اس کا قانونی و شرعی حق تھا، آج وہ کس قدر شاندار لگ رہا تھا، بلیک ٹو پیس میں ملبوس اور اپنی خوبصورت سی آنکھوں میں دیا کا عکس لئے وہ بے شک بہت خوبصورت تھا، دیا کا دل الگ ہی لے پر دھڑکنے لگا، ''پر وہ ایک سنگر ہیں، نجانے کتنی لڑکیاں ان سے ملتی ہوں گی، نجانے کیا کچھ چلتا ہو گا، نہیں مجھے ان سے نفرت ہے، ان کے پیشے سے نفرت ہے۔'' یکدم تلخ سوچیں آن وارد ہوئیں وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

☆☆☆

''چلو یار آج کوئی نئی دھن چھیڑتے ہیں۔'' ولی کے جگری دوست سبحان کی فرمائش پر ولی نے گٹار سنبھالا تھا، اس وقت وہ یو کے جانے سے پہلے اپنے دوستوں کو الوداعی پارٹی دینے سمندر کے کنارے بیٹھا تھا۔

''ہم...... ہوں...... ہم...... ہوں۔'' ولی نے خوبصورت سی دھن سنائی،

''اللہ ہو اکبر، اللہ ہو اکبر۔'' گٹار کی تاروں پر تھرکتی ولی کی انگلیاں ایکدم ساکت ہوئیں تھیں۔

''اشھد ان لا الہ الا اللہ۔'' ولی کی گردن خود بخود مڑی، سمندر کے کنارے پر بنی اک خوبصورت سی مسجد سے اذان کی واضح آواز ان تک پہنچ رہی تھی، ولی کی آنکھوں میں دیا کا نماز پڑھتا ہیولا اس کی نقاب سے ڈھکی آنکھیں گھومنے لگیں۔

''ولی؟ کیا ہوا یار چل ناں۔'' اب کے فرحان نے ٹہوکا دیا تھا۔

''نہیں......وہ......آ......اذان۔'' ولی نے کسی معصوم سے بچے کی طرح خوفزدہ ہو کر کہا تھا، وہ سب ہنس ہنس کے دہرے ہو گئے۔

''اوفو یار اب مولانا بیوی کا کچھ تو اثر ہو گا ہی مجھے لگتا ہے جب یہ فون پر رومانس کر رہا ہوتا ہے تو بھابھی اذان کی آواز پر اسے یوں ہی ڈراتی ہیں۔'' وہ سب اب کے مل کر اس کا ریکارڈ لگا رہے تھے، ولی کے دماغ میں نجانے کیا سمائی وہ اپنا گٹار پھینک کر گاڑی میں جا بیٹھا اور پھر اس کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کرنے لگی، سمندر پر موجود ولی کے دوست حیرت سے اک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔

گھر آ کر وہ کب سے بستر پر چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا، سن دماغ کے ساتھ، وہ خود بھی نہیں جانتا تھا وہ اس وقت کن کیفیات کا شکار تھا، وہ کیسے اپنے دوستوں کو یوں بدتمیزی کے ساتھ چھوڑ آیا تھا۔

''آپ...... آپ ایک فلرٹی اور گناہ گار انسان ہیں۔'' اس کے کانوں کے اردگرد نمی بھری سرگوشی ابھری تھی۔

''آپ......آپ مجھے پسند نہیں ہیں۔'' اس کی سوچوں کا محور اک نکتے پر جا کے رک گیا۔

''دیا آفریدی۔'' جو اسے پہلی نظر میں بھا گئی تھی اور زور زبردستی سے وہ اسے اپنا بیٹھا تھا، یہی کچھ تو تھا زندگی میں، جو پسند آ جائے اسے حاصل کر لو، اسے لگا تھا تمام لڑکیوں کی طرح وہ بھی بری طرح اس کے عشق میں گرفتار ہو جائے گی اور پھر ہمیشہ کی طرح خوشیاں ولی کا مقدر بن جائیں گی، پر اس نے قانونی اور شرعی طور پر دیا آفریدی سے نکاح کر کے اسے جسمانی طور پر اپنے قبضے میں کر لیا تھا پر کیا وہ اپنی بیوی کی روح تک رسائی پا سکے گا، اک بڑا سوالیہ نشان تھا۔

''حی علی الفلاح، حی علی الفلاح۔'' ولی کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھا، جلدی سے نظر گھڑی کی طرف بڑھائی رات کے ساڑھے چار ہو رہے تھے، ''اذان فجر'' اس کے لبوں سے نکلا، یعنی پوری رات جو سلسلہ اذان کی آواز ہی شروع ہوا تھا، سوچوں کا وہ سلسلہ اذان فجر پر آ کر رک گیا، ولی کا دماغ پھر سے سن ہونے لگا، یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ؟ خود بخود اس کے پاؤں واش روم کی جانب بڑھے تھے اور ٹھیک پندرہ منٹ بعد ولی حسن جائے نماز بچھائے فجر کی نماز ادا کر رہا تھا۔

☆☆☆

نماز پڑھتے ہوئے اک سکون تھا جو اس کے وجود میں سرائیت کرتا جا رہا تھا، وہ سجدے میں جا کر خود پر قابو نہ رکھ سکا اور وہ اونچا لمبا ولی حسن اپنے رب کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔

''میرے مالک! اس سنگدل کا دل میری طرف موڑ دے، میرے جلتے دل کو سکون عطا فرما دے میرے مالک! میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں، میں مانتا ہوں بہت غلطیاں کیں ہیں میں نے پر یہ ہر وقت کی بے چینی یہ جدائی یہ بے رخی یہ سب برداشت کرنا مجھ جیسے نازک بندے کے لئے ناقابل برداشت ہے مجھے معاف کر دے، مجھے معاف کر دے۔'' رو رو کر دعا کرتے نجانے کب وہ وہیں جائے نماز پر سو گیا، کیسی سکون آمیز نیند تھی جو آئی تھی۔

اور اس کشمکش میں ولی حسن کو ایسا سکون ملا کہ اسی روز وہ جب ظہر کی نماز کے لئے قریبی مسجد میں گیا تو گھر والے اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

''ہاہ ہائے ولی! تمہیں بھی اپنی بیوی کا بخار چڑھ گیا ہے؟'' یہ کہنے والی اس کی سگی ماں تھی۔

''دعا کریں اگر یہ صرف بخار ہے تو میں ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہو جاؤں۔'' وہ شرارت سے مسکرا کر اندر چلا گیا، ماں سے باپ اور بھائی تک یہ بات پہنچی تو سب نے مل کر خوب مذاق بنایا، وہ بھی بنا غصہ کیے بس مسکراتا رہا۔

☆☆☆

''امام صاحب مجھے آپ سے کچھ سوال کرنا ہے۔'' رات جب وہ مسلسل عشاء کی نماز کے لئے مسجد گیا تو بالآخر امام صاحب کو روک کر کھڑا ہو گیا۔

''جی ضرور۔'' وہ بھی مسکرا کر اسے الگ کونے میں لے کر بیٹھ گئے۔

''میں نے آج قریباً پندرہ سولہ سال بعد نماز پڑھی ہے بس درمیان میں کبھی کبھی جمعے کی ادا کرتا ہوں۔'' وہ بہت ہچکچا کر بول رہا تھا جیسے سامنے کوئی استاد ہو اور اس کا جواب ملنے سے پہلے اسے مار پڑ جائے، امام صاحب اسے دیکھ کر شفقت سے مسکرائے۔

''بیٹا تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم دیر سے ہی سہی توفیق دی ہے، میں دیکھ رہا ہوں تم صبح سے چوتھی بار باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے آئے ہو۔'' انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، ولی کو قدرے حوصلہ ملا اور پھر ولی نے اول و آخر انہیں سب بتا دیا، دیا کا ملنا، اپنا سنگر ہونا، دیا سے زبردستی نکاح کرنا دیا کا اس کے بارے میں خیال اور پھر کل کا سارا واقعہ وہ خود حیران تھا کہ کیسے اس کی زبان سے سب نکلتا چلا گیا۔

''دیکھو ولی حسن، اللہ اپنے پیاروں بندوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا کرتا ہے، تم نے جو بھی کیا تمہارا دل بالکل صاف تھا اس لڑکی سے شادی بھی کی تو اس محبت کے لئے جو تمہیں تھی پر اس تک پہنچنا شاید اتنا آسان نہیں یوں سمجھ تو تمہارا رب تمہیں اس خاص بندی کے لئے خاص بنا کر ہی اسے سونپنا چاہتا ہے سمجھ رہے ہو ناں میری بات؟'' ولی نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔

''بس اب تمہیں برداشت کی عادت ڈالنی ہو گی، جیسے تم نے اپنا پیشہ بتایا، تو عموماً ہمارے معاشرے میں شریف لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے پر جس طبقے سے تم تعلق رکھتے ہو وہاں یہ سب عام ہے مگر اپنے دل کی رضامندی سے دھیرے دھیرے اسے پیشے سے دوری اختیار کروں میاں۔'' ولی کے چہرے پر الگ رنگ آئے گزر گیا، وہ اپنے برائٹ فیوچر تک پہنچنے سے بس کچھ ہی قدم تو دور تھا اب اور یہ امام صاحب کیا کہہ رہے تھے؟

''مجھے پتا ہے یہ سب آسان نہیں، ایک بات یاد رکھنا کسی کام کو ایکدم سے اچانک نہیں چھوڑا جا سکتا جیسے کسی نشئی کا نشہ چھڑروانا ہو تو اسے دوائی کے ساتھ ساتھ کچھ مقدار میں نشہ دینا بھی ضروری ہے اسی طرح وہ آہستہ آہستہ اسے چھوڑ جاتا ہے ٹھیک اسی طرح ہمیں بھی کسی چیز کسی عادت کسی پیارے کو چھوڑنے میں وقت لگتا ہے اور اس وقت لگنے تک وہ ہمیں اس کے ساتھ تھوڑا

بہت لگ کر جینا پڑتا ہے، پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ تھوڑا تھوڑا ختم ہو جاتا ہے اور ہمیں پتا بھی نہیں چلتا۔'' اس مہربان شخص کی باتوں میں کیسا جادو تھا کہ ولی دم سادھے انہیں سن رہا تھا۔

''آج کے لئے اتنا کافی ہے مجھے امید ہے میں کل تمہیں فجر کے وقت جماعت میں پاؤں گا۔'' وہ مسکرا کر اس سے انجانے میں اک وعدہ لے کر چلے گئے تھے اور ولی حسن نے ایک سکون اور طمانیت کا احساس خود میں اترتا محسوس کیا تھا۔

☆☆☆

آج ولی حسن کے گھر آفریدی فیملی کی دعوت تھی، اگلے دن حسن فیملی کو یوکے پرواز کر جانا تھا، سب اس وقت لنچ سے پہلے باتوں میں مگن تھے۔

''ولی نظر نہیں آ رہا؟'' مسز آفریدی نے ادھر ادھر دیکھتے یہ سوال کیا تھا۔

''وہ ذرا باہر گیا ہے ابھی آتا ہی ہوگا میں نے اسے بتایا بھی تھا آپ لوگ آنے والے ہیں۔'' مسز حسن نے قدرے ہچکچا کر بہانہ کیا ورنہ وہ نماز عصر کے لئے مسجد گیا تھا، ولی کے ذکر پر عائزہ اور عنایا کے ساتھ باتیں کرتی دیا کے چہرے پر سرخی پھیلی تھی۔

''کیا آپ ہمیں اپنا گھر دکھائیں گی؟'' عنایا نے عائزہ سے فرمائش کی تو وہ بخوشی دونوں کو لے کر گھر دکھانے لگی۔

''یہ ممی بابا کا روم یہ کچن، یہ ہمارا لان۔'' وہ دونوں اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔

''یہ دیا اور ولی کا کمرہ۔'' عائزہ نے مسکرا کر کہا اور دیا کو دیکھنے لگی، دیا کے چہرے پر کچھ خاص تاثرات نہیں تھے، عنایا اندر چلی گئی کمرہ دیکھنے تو دیا کو بھی جانا پڑا، بہت خوبصورت اور ڈیسنٹ سا کمرہ تھا، دیا کی توقع کے بالکل برعکس نہ کوئی پوسٹر، نہ کوئی تصویر ہاں کمرے کے ایک کونے میں کچھ میوزیکل انسٹرومنٹس ضرور پڑے تھے اور ہر چیز سے نفاست ٹپکتی تھی، وہ اپنے سر کو جھٹک کر آگے کی طرف مڑی تو چونک سی گئی، سامنے کاؤچ پر جائے نماز پڑا تھا، یوں جیسے تازہ تازہ اس پر نماز ادا کی گئی ہو، وہ ششدر ہی تو رہ گئی۔

''آؤ یہاں بالکنی۔'' عائزہ نے اس کا ہاتھ تھام کر سوچوں سے نکالا اور کمرے سے ملحقہ بالکنی تک لے آئی۔

''یہاں سے سارے گھر کا نظارہ آتا ہے دیکھو اگر دروازے پر کوئی آئے تو ہم یہاں سے با آسانی دیکھ سکتے ہیں۔'' عائزہ ہنستے ہوئے بتا رہی تھی، دیا بھی بلا ارادہ باہر دیکھنے لگی، ٹھیک اسی پل مین گیٹ کھلا تھا، مین گیٹ سے ولی اندر داخل ہوا اس کے سر پر ٹوپی تھی، دیا نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا، ہاں ٹوپی جو نماز پڑھتے ہوئے پہنی جاتی ہے، دیا نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا عائزہ آپی اور عنایا نا جانے کب وہاں سے جا چکی تھیں، وہ وہیں اپنی جگہ جمی کھڑی تھی اور نظریں پھر اندر آتے ولی پر تھیں، اسی وقت کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے ولی نے اوپر سر اٹھایا اور اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑی دیا کو دیکھ کر بے اختیار اس کا ہاتھ اپنے سر کی ٹوپی پر گیا تھا اور پھر بے اختیار اس نے ٹوپی سر سے اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی اور فوراً اسے نظریں جھکا کر کھڑا ہو گیا، جیسے کوئی کسی کے ادب میں کھڑا ہوتا ہے، دیا کے دل نے ایک ہارٹ بیٹ مس کی تھی اور اس سے وہاں کھڑے رہنا دشوار ہو گیا وہ جلدی سے وہاں سے ہٹی تھی۔

☆☆☆

ولی کے آنے پر فوراً ٹیبل سجا دی گئی تھی اور

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا، اس سارے عرصے میں ایک بار بھی دیا یا ولی میں سے نا کسی نے کسی کو مخاطب کیا اور نہ ہی نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔

''بھئی دل تو بہت تھا کہ اپنی بہو کو بھی ساتھ ہی لے کر جاتے پر جیسے خدا کی مرضی۔'' حسن صاحب نے مسکرا کر نئی بات چھیڑی تھی۔

''بس کچھ ہی عرصے کی تو بات ہے بھائی صاحب۔'' مسز آفریدی نے ہنس کر بات کو گویا ٹالا تھا، چائے کا دور چلا تو سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

''دیا کیا جانے سے پہلے اپنے میاں جی سے آخری ملاقات نہیں کرو گی۔'' مدیحہ بھابھی نے شرارت سے اسے چھیڑا تھا۔

''ہاں ہاں کیوں نہیں۔'' پیچھے سے عنایا نے بھی لقمہ دیا، وہ ایکدم گھبرا سی گئی اور وہ دونوں بمعہ عائزہ کے زبردستی اسے گھیر کر باہر لان میں عالیان بھائی سے باتیں کرتے ولی تک لے آئیں۔

''ولی، عالیان ایکسکیوزمی عالیان آپ بات سنیں ذرا میری۔'' مدیحہ بھابھی کی شرارت شاید عالیان بھی سمجھ گئے تھے جبھی مسکرا کر ان کے ساتھ اندر چلے گئے اور عنایا اور عائزہ کے شکنجے میں وہ یوں سر جھکائے کھڑی تھی گویا کسی جرم کے ارتکاب میں ادھر لائی گئی ہو۔

''م...... مجھے جانے دیں پلیز۔'' اس کے حلق سے گھٹی گھٹی فریاد نکلی تھی۔

''ہاہا...... سو کیوٹ یار تم کتنا شرماتی ہو دیا تمہارا میاں جی ہی ہے وہ۔'' عائزہ نے پیار سے اس کے گال پر کس کی، وہ سرخ پڑ گئی۔

''ولی! دیا کو چھوڑ کر جا رہے ہیں، خود تو تم لوگوں کو خیال نہیں بات کرنے کا پر ہم اتنے بے رحم نہیں شکریہ کرنے کی ضرورت نہیں بس رات کو اچھا سا ڈنر کروا دینا۔'' عائزہ شرارت سے کہتی عنایا کو لئے چلی گئی۔

وہ ابھی بھی نروس سی وہیں کھڑی تھی، وہ آہستگی سے چلتا اس کے پاس آیا تھا۔

''ڈونٹ بی وری دیا، مجھے آپ سے کچھ خاص بات نہیں کرنی۔'' بھاری دلکش آواز میں اسے دلاسا دیا تھا، دیا کی تھوڑی گردن سے جا لگی، یعنی کوئی فکر ہی نہیں، دل نجانے کیوں خوش گمان تھا۔

''بس اتنا کہنا چاہوں گا تب تک آپ کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا جب تک آپ کی روح آپ کے دل پر اپنا مکمل قبضہ نہ کر لوں۔'' ولی کی اس بات پر دیا نے جھٹکے سے جھکا سر اٹھایا، آنکھوں میں حیرانگی تھی۔

''اللہ نے نیک عورتوں کے لئے نیک مرد رکھے ہیں نا دیا اور اس نیک عورت کے لئے بھی تو کوئی نیک ہی ہونا چاہیے تھا ناں، میں بہت شرمندہ ہوں آپ سے پر وعدہ کرتا ہوں آپ کو آپ کا حق ضرور ملے گا، یہ ولی حسن کا وعدہ ہے آپ سے۔'' وہ ہلکے سے تبسم کو ساتھ اس کے دل پر آریاں چلا رہا تھا۔

''میں آپ کے قابل نہیں ہوں جانتا ہوں زبردستی کسی کے دل کی سرزمین پر اپنی محبت کا تاج محل کھڑا نہیں کیا جا سکتا، میں نے آپ کے ساتھ بہت غلط کیا، پر وعدہ کرتا ہوں اس غلطی کو سدھاروں گا بھی میں، ہی آپ کو آپ کا حق ملے گا وہ ضرور ملے گا جس کی آپ حقدار ہیں، چلتا ہوں اپنا بہت سا خیال رکھیے گا۔'' اسے حیران ششدر چھوڑ کر وہ وہاں سے چلا گیا تھا، وہ سن دماغ کے ساتھ کیسے وہاں سے گھر پہنچی وہ خود نہیں جانتی تھی۔

☆☆☆

ولی کو پاکستان سے گئے ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا، پر ولی سے کی گئی وہ آخری ملاقات آج بھی اول روز کی طرح دیا کے کانوں میں گونجتی تھی، نجانے ولی کی ان سب باتوں سے کیا مراد تھی؟ وہ جتنا سوچتی اور الجھتی جاتی تھی۔

''میں کیوں اس قدر سوچتی ہوں، مجھے اس کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔'' وہ اکثر خود کو کوستی، عنایا کے سسرال والے شادی کی ڈیمانڈ کر رہے تھے خود عنایا بھی چاہتی تھی جلدی شادی ہو جائے پر گھر والے دیا اور عنایا کو اکٹھا رخصت کرنا چاہتے تھے، جو فی الحال ممکن نہیں تھا کیونکہ ولی کی فیملی کا ارادہ چھ ماہ بعد پاکستان آنے کا تھا، خود دیا بھی ابھی اس حق میں نہ تھی، عجیب سی زندگی تھی، دل کسی طور پر راضی ہی نہ تھا، نہ اس کے ہونے پہ اور اب اس کے دور چلے جانے پہ بھی اداس تھا۔

''شاید نکاح کے بولوں میں واقعی طاقت ہوتی، جو بار بار ان کا خیال آتا ہے مجھے۔'' وہ خود ہی دل کیو دلیلیں دیتی کہ وہ ولی کے بارے میں کیوں سوچتی ہے، دل اس کی دلیلوں پر اندر ہی اندر مسکراتا تھا۔

☆☆☆

پاکستان جانے سے پہلے زندگی جیسے ولی کے لئے محض اک انٹرٹینمنٹ تھی پر اب جب رشتہ ازدواج میں منسوب ہو کر وہ واپس یو کے آیا تھا تو گویا زندگی کا مقصد ہی بدل گیا تھا، ولی حسن کے اندر بدلتی اس واضح تبدیلی کو گھر والوں نے محسوس تو پاکستان میں ہی کر لیا تھا پر جب یو کے آنے کے فوراً بعد ولی نے اپنی نامکمل البم جو وہ بیچ میں چھوڑ کر پاکستان گیا تھا وہی سے جاری و ساری کی تو گویا گھر والے بے فکر ہو گئے کہ ولی بالکل بھی بدلا نہیں ہے، وہ اس وقت اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا نیچے گزرتی مصروف سڑک پر نظریں جمائے کھڑا تھا، سوچوں کے سارے تانے بانے دیا ولی حسن سے جا ملتے تھے، کیا تھی وہ لڑکی؟ محض پہلی نظر میں اس کا دل لوٹ گئی، دوسری نظر میں اس کی بیوی بن گئی اور تیسری نظر میں اسے کئی حقیقتوں سے روشناس کروا گئی اور چوتھی اور آخری نظر میں وہ پہلی تینوں دفع کی دیا ہرگز نہیں تھی، گھبرائی شرمائی سی دیا، حیران پریشان سی دیا چوتھی نظر میں یوں لگتا تھا ولی حسن کی نظروں میں سما گئی ہو۔

''اب نجانے پانچویں نظر کیا گل کھلائے؟'' سوچتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر مسکان ابھری تھی، وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتا فون کال رسیو کرنے میں آ گیا۔

☆☆☆

''بہت بہت مبارک ہو مسٹر ولی آپ کے البم نے محض دو دن میں دھوم مچا دی ہے، مجھے امید ہے ہماری رینکنگ بہت ہائی جائے گی۔'' سر رچرڈ سے ہاتھ ملا کر مبارکباد وصول کرتے ولی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی نہ آ سکی، نجانے کیوں اسے یہ سن کر کچھ خاص خوشی نہ ہوئی تھی، گھر میں بھی سب ہلا گلا مچا رہے تھے۔

''ولی پاکستان سے فون آیا ہے۔'' بھابھی اسے موبائل پکڑا کر عجلت میں نکل گئیں۔

''السلام علیکم۔'' ولی نے فون کان سے لگایا، دوسری طرف دیا کی پوری فیملی نے باری باری اسے اس کی کامیابی پر مبارکباد دی تھی اور جس کی آواز سننے کی آس میں وہ فون کان سے لگائے کھڑا تھا، وہ نہ آنے کی قسم کھا چکی تھی۔

''دیا کیسی ہیں؟'' بالآخر جھجکتے ہوئے وہ عنایا سے پوچھ بیٹھا۔

''بالکل ٹھیک وہ سو رہی ہے ورنہ بات کروا

دیتی۔'' عنایا نے معذرت کی، ولی نے مسکرا کر بات بدل دی۔

''نجانے یہ الجھنیں کب سلجھیں گی۔'' فون کی جگہ پر رکھتے ہوئے وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا تھا۔

کہتے ہیں ''انسان چاہے جتنا بدل جائے انسان کی فطرت نہیں بدلتی۔'' شاید دیا آفریدی والی حسن سے آس لگا چکی تھی کہ وہ سنگنگ چھوڑ چکا ہے، آخری ملاقات کا وہ بدلا ہوا ولی محض ایک دھوکہ تھا؟ سوچیں تھیں کہ طوفان مچا رہی تھیں، ولی کا البم ریلیز ہونے پر ان کے گھر میں بھی سب پرخوش دکھتے تھے اور وہ اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی۔

''میں نے تو کبھی ایسی شہرت نہیں چاہی تھی میرے رب، میں نے تو کبھی شہرت چاہی ہی نہیں تھی۔'' وہ دلبرداشتہ سی ہو کر رب سے شکوہ کناں تھی پر شاید وہ یہ بات بھول چکی تھی کہ اس کے رب کا وعدہ ہر چیز پر بلند تھا۔

''اور نیک عورتوں کے لئے نیک مرد ہیں اور بدکاروں کے لئے بدکار ہیں۔''

☆☆☆

''دیا جانی یوں اکیلی بیٹھی ہو آؤ چلو ہمارے ساتھ عالیان گڑیا کو جوتے دلانے لگے ہیں ہم بھی چلتے ہیں ساتھ۔'' بھابھی کے کہنے پر ناچاہتے ہوئے بھی دیا ان کے ساتھ شاپنگ کے لئے چلی آئی تھی۔

''تم آئمہ کو پکڑ کر دو منٹ بیٹھو میں ذرا آتی۔'' گڑیا کو جوتا دلانے کے بعد بھابھی شاید پے منٹ کے لئے گئی تھیں، وہ وہیں آئمہ کے پاس صوفے پر بیٹھی سٹور کا جائزہ لینے لگی جب آئمہ نے رونا شروع کر دیا۔

''آئمہ! بس مما آتیں شی شی۔'' وہ اسے کندھے سے لگا کر چپ کرانے لگی، وہ نقاب کے اوپر سے سیاہ دوپٹہ لیتی تھی اور اس باپردہ روپ میں بہت مقدس دکھتی تھی، وہ اسے لئے ٹہل رہی تھی جب دیا کا پاؤچ نیچے گر گیا۔

''اوہو۔'' وہ آئمہ کو لئے نیچے جھکی تھی جب اس کا دوپٹہ ڈھلک کر کندھوں پر گر گیا، دیا ایکدم خفت زدہ ہو گئی جب اچانک کسی نے دوپٹا تھام کر اس کے سر پر ڈال دیا، وہ چونک کر جھٹکے سے کھڑی ہوئی، تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا، وہ سامنے ہی کھڑا مسکرا رہا تھا۔

''آ......آ......آپ؟'' دیا کے لب پھڑپھڑا کر رہ گئے۔

''ارے ولی تم۔'' بھابھی کی خوشگوار آواز پر وہ مڑا اور ان سے ملنے لگا، پھر اچانک وہ بھابھی سے معذرت کرتا دکان سے نکل گیا، دیا کے دل پر گھونسا سا پڑا تھا، یعنی اپنی بیوی سے سلام تک لینا گوارا نہیں کیا اس شخص نے؟ دیا کو نجانے کیوں لگا وہ ابھی آئے گا پر جب بھابھی نے آئمہ کو گود میں لے کر چلنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی چپ چاپ ان کے پیچھے چل دی۔

وہ لان میں گم صم سی کھڑی تھی، ولی حسن واپس کیوں اور کب آیا تھا؟ گھر میں بھی اس کا ذکر نہیں ہوا تھا، دل میں عجیب سے احساسات سر اٹھانے لگے تھے، وہ سر جھٹک کر باہر صحن میں جو کہ مین گیٹ کے سامنے تھا، چہل قدمی کرنے لگی، کچھ دیر بعد اکتا کر وہ واپس مڑ گئی، ابھی اس نے لاؤنج کی سیڑھیوں پر قدم رکھا ہی تھا کہ ڈور بیل بجی تھی، گارڈ دروازہ کھول رہا تھا، دیا نے مڑ کر دیکھا بلیک کار گیٹ سے پارکنگ میں داخل ہو رہی تھی، اس کار کا دروازہ کھلا اور بلیک کرتا شلوار میں آنکھوں پر گلاسز لگائے شاندار سا ولی حسن باہر نکلا تھا، دیا وہیں کھڑی جامد سی ہو گئی، ولی دیا کو

دیکھ کر ہولے سے مسکرایا اور چلتا ہوا اس کے پاس آ رکا، اتنے عرصے بعد دیا کے معصوم شفاف چہرے کو دیکھ کر وہ آنکھوں کی پیاس بجھا رہا تھا، پھر وہ ایک اور سیڑھی چڑھ کر اس کے روبرو ہو گیا، دیا جو اس کے سینے تک آتی تھی اس کی نظروں سے پھوٹتے جذبوں کو دیکھ کر نظریں جھکا گئی، خاموشی بات کرنے لگی، پھر بالآخر ولی نے قدم بڑھا کر فاصلہ ختم کیا اور آگے بڑھ کر بے ہوش سی دیا کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی، دیا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا، اس کے سرخ ہوتے چہرے کو پیار سے دیکھ کر وہ اندر چلا گیا اور دیا اس کا دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ کتنی دیر تک قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا، وہ ایکدم اندر کی جانب بھاگی۔

''دیا! دیکھ ولی آیا ہے۔'' امی کی آواز کی نظر انداز کرتی وہ اپنے کمرے میں آ گئی اور دروازہ بند کر کے نیچے بیٹھ گئی، اس کا دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آ جائے گا اور پھر جتنی دیر ولی ادھر رہا امی اور بھابھی کے ہزار بار بلاوے پر وہ باہر نہ نکلی تھی۔

☆☆☆

''میں ابھی رخصتی کے لئے ہرگز ہرگز راضی نہیں ہوں۔'' گویا ولی کا آنا بے جا نہیں تھا، ولی کے بعد اگلے ہفتے پوری حسن فیملی پاکستان اپنے کہے کے مطابق ایک سال بعد تشریف لا چکے تھے اور آج صبح ہی ولی کی پیرنٹس کی کال آئی تھی کہ وہ دیا اور ولی کی شادی کی تاریخ طے کرنے کے لئے آنا چاہتے ہیں، دیا نے جب یہ سنا تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔

''دیا تم پاگل مت بنو، نکاح تو ہو ہی چکا ہے اب یوں تمہارے شور کرنے سے کیا ہوگا؟'' عنایا نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

''تم پلیز چپ رہو، تم نے اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزاری ہمیشہ اور شادی بھی اپنی مرضی سے کی جبکہ میرا نکاح بھی زبردستی کرایا گیا ایک ایسے بندے سے جسے میں پسند بھی نہیں کرتی۔'' دیا نے بے بس ہو کر رونا شروع کر دیا تھا۔

''اف یہ بندی کس قدر کم عقل ہے، ولی حسن جیسا بندہ پسند نہیں۔'' عنایا سر پیٹتی ہوئی اسے روتا چھوڑ باہر نکل گئی تھی۔

''ٹوں...... ٹوں۔'' ہر بجتی ہوئی گھنٹی کے ساتھ دیا کا دل تیز دھڑک رہا تھا، نکاح کے بعد یہ پہلی کال تھی جو وہ ولی کو کر رہی تھی۔

''السلام علیکم۔'' اچانک فون پک کر لیا گیا تھا، دوسری جانب سے ولی کی دلکش آواز ابھری تھی۔

''جی السلام علیکم۔'' خاموشی پا کر وہ دوبارہ بولا تھا اور یقیناً جواب نہ پا کر وہ کال کاٹنے ہی والا تھا کہ ''میں دیا بول رہی ہوں'' دیا جلدی سے بولی تھی۔

''جی مجھے پتا ہے میرے پاس آپ کا نمبر سیو ہے۔'' ولی کے جواب پر دیا حیران ہی تو رہ گئی، نکاح کے بعد کبھی بھی ولی نے اس کے نمبر پر کال نہ کی تھی۔

''وہ...... وہ...... مجھے آپ سے کہنا تھا کہ......'' وہ اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے ہکلا رہی تھی۔

''دیا آپ ریلیکس ہو جائیں اور پھر بتائیں۔'' ولی نے اسے تسلی دی، دیا نے گہرا سانس لیا۔

''آپ پلیز ابھی اپنی فیملی کو کسی بھی طرح شادی کی ڈیٹ فائنل کرنے سے روک لیں۔'' دیا نے جلدی جلدی بات مکمل کی، دوسری طرف کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''ٹھیک ہے۔'' ولی کی آواز اسے سنائی دی اور پھر کال منقطع ہو گئی، دیا یونہی فون کان سے لگائے حق دق سی کھڑی تھی، کیا یہ واقعی اتنا ہی آسان تھا؟ ایک سوالیہ نشان تھا جو دیا کے دماغ میں چپک کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆

ٹی وی پر چلتی بریکنگ نیوز کو وہ سن ہوتے دماغ سے دیکھ رہی تھی، آنکھیں گویا ایک ہی پوائنٹ پر چپک گئی تھیں۔

''آج کے جانے مانے سپر سٹار ولی حسن نے سنگنگ سے ریزائن دے دیا، سننے میں آیا ہے کہ ان کا رجحان دین کی......'' اس سے آگے دیا کے کان سن پڑ گئے۔

''دیا دیکھو تمہارے لئے اس نے سنگنگ تک چھوڑ دی، اب تو مان جاؤ۔'' ولی بھائی اس کے پاس آ کر اسے چھیڑ رہے تھے۔

''مجھے لگتا ہے یہ سب اس لئے کیا انہوں نے تا کہ شادی اپنے مقرر کردہ وقت پر ہی ہو۔'' دیجہ بھابھی نے بھی چٹکلا چھوڑا تھا اور دیا نے اردگرد بدگمانیوں کی آندھیاں سی چلنے لگیں، یعنی اس دن اس کے خاموشی سے مان جانے اور ٹرافت سے بات منقطع کر دینے کو وہ اس کا اچھا پن سمجھ رہی تھی، وہ ایک سازش کا نتیجہ تھی، یعنی ولی حسن نے سوچا ہوگا کہ دیا کو اس کے سنگنگ سے سئلہ ہے تو اس نے سنگنگ ہی چھوڑ دی، یعنی کہ ہے، دیا ایکدم وہاں سے اٹھ کر بھاگی تھی، بعض قات وہ ہوتا نہیں ہے جو ہمیں دکھائی دیتا ہے بعض اوقات جو دکھائی دیتا ہے، وہ ہوتا نہیں واس وقت گھر والوں کا ردعمل کہ تمہارے لئے نگ چھوڑ دی اس نے اس اک طعنہ ہی تو لگا دیا نے کمرے میں آتے ہی موبائل پکڑا تھا۔

''میں نے آج تک آپ کے جیسا نفس پرست انسان نہیں دیکھا، مجھے پانے کے لئے کیا کیا کریں گے؟ پر میں اتنی آسانی سے آپ کے ہاتھ نہیں آؤں گی۔'' بہت جذباتی پن سے دیا نے یہ میسج ٹائپ کیا تھا کیونکہ اس شخص سے بات کرنے کا اس کا بالکل دل نہیں تھا، جواباً اسی وقت ولی کی کال آئی تھی۔

''آپ......'' دیا نے پک کرتے ہی غصے میں کچھ بولنا چاہا۔

''پلیز دیا، جسٹ بی کوائیٹ، آپ کچھ نہیں بولیں گی۔'' ولی کی آواز میں پہاڑوں کی سی سختی تھی، اس قدر سخت آواز کے دیا ایک پل کو کانپ گئی۔

''میں نے سنگنگ چھوڑی، اس کی وجہ آپ ہرگز نہیں ہیں، جو بھی ہے جیسا بھی ہے مانتا ہوں آپ سے آپ کی مرضی کے خلاف نکاح کر کے میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے پر آج آپ کے ایک لفظ نے ''نفس پرست'' نے مجھے ہلا کے رکھ دیا ہے دیا۔'' ولی کے لہجے میں نمی سی گھل تھی جسے دیا نے فوراً محسوس کیا تھا۔

''آپ نے مجھے کہا اپنی فیملی سے بات کریں، میں مما سے بات کرنے لگا تھا کہ انہوں نے بتایا کل آپ و دفیملی ہماری طرف انوائٹڈ ہیں میں نے سوچا اون دی سپوٹ سب کے سامنے کہہ دوں گا ابھی مجھے کچھ وقت چاہیے مجھے فیوچر بنانا ہے ابھی شادی نہیں کروں گا، سب کچھ آپ کی مرضی سے ہی ہوگا دیا پر۔'' اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا، شکستہ، دیا کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچا تھا۔

''دیا اب آپ جب کہیں گی میں آپ کو، میں آپ کو ڈائیورس دے دوں گا۔'' ولی نے لفظ نہیں بولا تھا کوئی بم تھا جو دیا کے سر پر پھوڑا تھا۔

''ڈ...... ڈ...... ڈائیورس۔'' دیا کے لب کپکپا گئے۔

''میں نہیں چاہتا مزید تکلیف ملے آپ کو میری ذات سے اور ڈائیورس کا سارا مسئلہ میں کریٹ کروں گا میں کہہ دوں گا مجھے کوئی اور پسند آ گئی ہے۔'' اس کی آواز بہت سرد تھی اور پھر مسلسل خاموشی پا کر ولی نے فون رکھ دیا۔

☆☆☆

''ٹھک...... ٹھک...... ٹھک۔'' دور نہیں بہت دور سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آ رہی تھی۔

''ٹھک ٹھک ٹھک۔'' اب آواز قریب آ گئی، دیا نے بمشکل اپنی وزنی آنکھوں کو کھولا تھا، کمرے میں گھپ اندھیرا تھا اور دستک یقیناً اسی کے دروازے پر دی جا رہی تھی، دیا نے بمشکل اپنے اعصاب سمیٹے اور دروازہ کھولا، سامنے عنایا کھڑی تھی۔

''پاگل ہو گیا تم؟ کب سے ناک کر رہی ہوں میں۔'' دیا کو دیکھ کر وہ برس پڑی، دیا نے پیچھے ہٹ کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا تھا۔

''ا...... و...... فو...... یہ کمرے کا حشر کیا ہوا ہے اور تمہاری آنکھیں کیوں اس قدر سوجی ہوئی ہیں؟'' وہ اسے کھوجتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''پتا نہیں مجھے۔'' دیا نے اپنے بالوں کو سمیٹ کر جوڑا بنایا۔

''خیر چھوڑو، مما کا پیغام ہے دو گھنٹے تک ریڈی رہنا تین بجے نکلنا ہے ہم کو۔'' وہ بولی۔

''کدھر کے لئے؟'' دیا نے غائب دماغی سے جواب دیا تھا۔

''ارے بتایا تو تھا کل کہ ولی بھائی لوگوں نے گھر دعوت ہے ہم سب کی آج ڈیٹ فائنل بھی ہو شاید۔''

''مجھے نہیں......'' ایکدم دیا رکی۔

''اچھا میں ریڈی ہو جاؤں گی۔'' دیا نے بات بدل دی اس کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا ''کہیں ولی سب کے سامنے طلاق کی بات نہ کر دے، نہیں نہیں مجھے انہیں جا کر روکنا ہوگا۔'' عنایا حیران سی اس کے اس قدر آرام سے مان جانے پر باہر نکل گئی۔

ساڑھے تین بجے دیا اور گھر والے ولی کے گھر روانہ ہوئے تھے، وہاں پہنچنے پر سب بہت گرم جوشی سے انہیں ملے تھے اور اس بار تو ولی کی ممی کا رویہ بھی خاصا پر جوش تھا انہوں نے دیا کو زور سے گلے لگا کر اس کے گال چومے تھے، دیا حیران سی سرخ ہو گئی، پھر سب بڑے باتوں میں مگن ہو گئے، دیا کی متلاشی نظریں ادھر سے ادھر گھوم رہی تھیں، پر ولی نجانے کہاں تھا وہ جلد از جلد ولی سے بات کرنا چاہتی تھی۔

''آپی...... میں...... ذرا فریش ہونا چاہتی ہوں۔'' عائزہ کے قریب ہو کر دیا نے کہا تھا۔

''ہاں شیور تمہیں پتا تو ہے کمرے کا ولی کے ادھر ہی چلے جاؤ خالی ہے وہ۔'' عائزہ اسے کہا کہ ممی کے بلانے پر کچن چلی گئی، دیا نے جھجکتے ہوئے قدم اٹھائے تھے، دل میں آیا کہ وہ عنایا کو بھی ساتھ لے لے پر یہ منزل اسے اکیلے ہی سر کرنی تھی، بمشکل وہ ولی کے کمرے تک پہنچی تھی اور دروازہ کھولا، سامنے کے منظر میں سوائے اندھیرے کے کچھ بھی نہ تھا، دیا نے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر نگاہ کی، ولی کہیں بھی نہیں تھا، ایکدم اسے سوں سوں کی آواز آئی تھی، دیا نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا، سامنے ولی کھڑا تھا سرخ آنکھیں وہ کھڑا نیچے زمین کی طرف دیکھ رہا تھا، دیا کے دل میں فوراً سے خیال آیا کہ ولی نے ڈرنک کیا ہے جب ہی آنکھیں اس قدر سرخ تھیں اور وہ نجانے وہاں کھڑا کیا غلط کام کر رہا تھا؟ نفرت کا اک جھکڑ سا چلا تھا دیا کے دماغ میں اور وہ نفرت سے مڑ

گئی۔

''اللہ ہو اکبر۔'' اس نے کمرے کی دہلیز سے پہلا قدم باہر رکھا تھا کہ اس آواز نے اس کے قدم زمین پر فریز کر دیے، وہ اک جھٹکے سے مڑی تھی، ولی اب رکوع کی حالت میں تھا، دیا کا دماغ سن ہو گیا، وہ اک ٹرانس کی کیفیت میں آگے بڑھی تھی، وہ زمین پر جھکا اب سجدہ کر رہا تھا اور سجدے میں اس کا جسم ہچکولے کھا رہا تھا، وہ رو رہا تھا، بلند آواز میں، وہ اپنی عبادت میں اس قدر گم تھا کہ کسی کے آنے کا بھی اسے پتا نہ چلا تھا، دیا خاموشی سے کاؤچ پر بیٹھ گئی اسے اب ولی کی پیٹھ نظر آ رہی تھی، ولی نے سلام پھیرا اور دیا کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، اب وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا چکا تھا یعنی اسے نہیں پتا تھا کہ کمرے میں دیا موجود ہے، وہ آہستہ آواز میں کچھ بڑ بڑا رہا تھا۔

''معاف کر دے مجھے میرے مالک، بہت...... بہت گناہ گار ہوں جانتا ہوں میں۔'' ولی کی آواز اب سرگوشی سے بلند ہوئی تھی، دیا ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگی۔

''پر...... آپ کی رحمتوں کے آگے میرے گناہ کچھ بھی نہیں ہیں، آپ تو غفور رحیم ہیں، مانا کہ بہت گناہ کیے ہیں سب سے بڑھ کر آپ کی نیک بندی کی مرضی کے خلاف اسے خود سے باندھا ہے۔'' دیا اپنے ذکر پر چونک سی گئی۔

''پر میں جانتا ہوں یہ سب یوں ہی ہونا تھا، میں جو اس دنیا میں آنے کے بعد سے آپ سے غافل تھا، مجھے یوں ہی اسی طرح، اسی کی وسیلے سے آپ کو جاننا تھا، آپ کی معرفت نصیب میں یوں ہی تھی پر میں اس کے بغیر نہیں جی سکتا۔'' وہ سسکا تھا، دیا کے دل پر وار ہوا تھا۔

''وہ...... وہ کیوں نہیں سمجھتی؟ اب تو آپ سے معافی بھی مانگی، ہر وہ کام چھوڑا جو آپ کو نا پسند ہے، سگنگ بھی چھوڑ دی پھر بھی وہ مجھے حاصل نہیں؟ میں جانتا ہوں آپ کی راہ میں سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے پر وہ تو میری جائز تمنا ہے، میں آپ کے ساتھ لگ کر جینا چاہتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ وہ میرے ہمراہ رہے، اگر میں نے اسے چھوڑ دیا تو یوں لگتا ہے گویا آپ سے بندھا یہ تعلق کمزور ہو جائے گا۔'' وہ اب سجدے میں گرا تھا، دیا کے آنسو گرتے جا رہے تھے، اس نے اسے کیا سمجھا تھا، اور وہ کیا نکلا تھا؟ نجانے اب آنسوؤں میں کون کون سا جذبہ شامل تھا؟ خوشی، غم، مایوسی، یا شرمندگی مجھے اس دوراہے سے نکال دیں میرے اللہ، مجھے ہمت دیں۔'' وہ ابھی بھی گڑ گڑا رہا تھا، ایکدم دیا کے آنسو سسکیوں میں تبدیل ہوئے اور سجدے میں مست پڑے ولی کے وجود نے جھٹکا کھایا تھا، وہ ایکدم مڑا اور پیچھے کاؤچ پہ بیٹھی روتی ہوئی دیا کو دیکھ کر وہ ہڑ بڑا گیا۔

''آپ؟ یہاں کیسے؟'' اڑے ہوئے بال، سرخ آنکھیں، اور دیا کو دیکھتے ہی نظریں جھکانا، دیا اس کی اس ادا پہ مر ہی تو گئی، رونے میں اور شدت آ گئی۔

''پلیز دیا چپ ہو جائیں۔'' وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کرے تو کرے کیا، دیا کی سسکیاں اب آہوں میں بدلیں تھی، ولی نے جلدی سے اٹھ کر کمرے کا دروازہ لاکڈ کیا اور پھر دیا کے پاس آ گیا۔

''آپ کب آئیں اور کیوں؟'' شاید اب وہ ولی کو احساس ہوا تھا کہ دیا کیا کچھ سن چکی ہے، ولی نے جھجکتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور دیا نے اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا، ولی کا سانس رکا تھا، اس کے کندھے پر سر رکھے اب

وہ زور و شور سے رو رہی تھی، ولی کی آنکھیں نجانے کیوں پانیوں سے بھر گئیں، اس کے گرد ولی نے اپنے بازو باندھ لئے، دیا کو مکمل تحفظ دے کر ولی نے بھی اس کے سر پر اپنا چہرہ ٹکایا اور رونا شروع کر دیا، اب سین کچھ یوں تھا کہ خود کو ایک دوسرے کے سپرد کیے وہ دونوں روئے جا رہے تھے، روئے جا رہے تھے، دھڑکنوں کی تال پر دل رقص کر رہے تھے اور وہ دونوں جانتے تھے، تمام غلط فہمیاں تمام دکھ تمام تعریفیں اور تکلیفیں ان آنسوؤں سے نکل جائیں گی۔

''آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' ایکدم اپنا سر اٹھا کر دیا نے ولی کا چہرہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں تھام کر پوچھا تھا۔

''کیونکہ آپ رو رہی ہو؟'' ولی کے آنسو تھم چکے تھے اور دیا کی اس معصوم اور کیوٹ سی حرکت پر اس کی آنکھوں سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں۔

''میں تو پہلے بھی روتی تھی، جب آپ نے مجھ سے نکاح کیا، میں تو کل رات سے رو رہی ہوں جب آپ نے مجھ سے طلاق کی بات کی تب کیوں نہیں روئے آپ؟'' اس کی آنکھوں سے پانی بہتا جا رہا تھا۔

''میں ہر بار رویا ہوں، پر میرے اللہ نے مجھے سنبھالا۔'' ولی نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کیے، دیا نے خاموشی سے اس کے کندھے پر اپنا سر ٹکا لیا، آج تو دیا کی ہر ہر ادا حیران کر دینے والی تھی، یوں جیسے وہ کسی نئی دیا سے مل رہا تھا۔

''مجھے پتا ہے آپ حیران ہو رہے ہیں بہت، ہونا بھی چاہیے، یقین مانیں تو نکاح کے بولوں کی طاقت نے اول روز سے ہی آپ کی محبت کی کونپل میرے دل میں کھلا دی تھی پر، آپ کا پروفیشن مجھے پسند نہیں تھا، دادی کہتی تھیں دیا نیک مرد عورت کی زندگی کا سرمایہ ہوتا ہے اور میں نے اپنا بچپن جوانی اس ایک سرمائے کو پانے میں صرف کی پر جب آپ سے زبردستی نکاح ہوا تب سے میرے اندر اک ضد آ گئی کہ میں رخصتی ہرگز نہیں کروں گی اپنی مرضی کے خلاف، پر بخدا طلاق جیسا دردناک لفظ دور دور تک میں نے نہیں سوچا تھا آپ نے رات جب یہ لفظ بولا تو مجھے لگا مجھے نرمی سے آپ سے بات کرنی چاہیے کہ ابھی مجھے کچھ وقت دیں اس لئے میں یہاں آ گئی آپ سے بات کرنے پر یہاں، جو کچھ ہوا میں بہت دیر سے یہاں بیٹھی ہوں اور میرے اللہ نے مجھے یہاں بھیجا تاکہ میرا غرور ٹوٹ سکے میں جو اپنے آپ کو بہت نیک و پارسا جانتی ہوں ناں، میں تو ایسی بدنصیب عورت ہوں کہ اپنے ہی شوہر کا اس قدر دل دکھایا، اسے سولی پر لٹکائے رکھا۔'' وہ بات کرتے کرتے پھر سے سسک رہی تھی، ولی نے اسے سینے سے لگایا اسے تھپکنے لگا تھا۔

''دیا...... آپ میری زندگی میں آنے والی پہلی ایسی لڑکی ہیں جس نے مجھے نظر جھکانے پر مجبور کیا اور میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ مجھے آپ ملیں، آپ کو پتا ہے دیا کہتے ہیں کہ عشق حقیقی تک پہنچنے کے لئے ہمیشہ عشق مجازی کی سیڑھی کو پار کرنا پڑتا ہے۔'' ولی نے بات ادھوری چھوڑ کر دیا کو دیکھا، وہ اس کے کندھے پر آنکھیں موندے پرسکون سی تھی، خاموشی پر سر اٹھا کے ولی کو دیکھنے لگی۔

''اور پھر......؟'' دیا نے پوچھا۔

''میرے خیال میں یہ بات کافی حد تک درست بھی ہے، واقعی جب خالق حقیقی کے بنائے گئے ایک انسان سے آپ محبت میں اس قدر مبتلا ہو جائے ہیں کہ اس کے بغیر جینا یا جینے کا تصور کرنا بھی ہمیں محال لگتے لگتا ہے تو اسے بنانے والی وہ

ذات پاک اسے خالق کرنے والا وہ رب عظیم کس قدر خوبصورت ہو گا۔'' ولی کے جادو بھرے الفاظ دیا منہ کھولے سن رہی تھی۔

''کبھی آپ نے غور کیا دیا کہ وہ پیارا رب جو کلام پاک میں جگہ جگہ اپنے غفور رحیم ہونے کا پتا دیتا ہے وہ کیسا ہو گا؟ بس عشق حقیقی میں سرمست ہونے کے بعد انسان یہ ضرور سوچتا ہو گا کہ کیسے اتنا عرصہ میں اتنے پیارے اللہ پاک کے بغیر ان کے ساتھ لگے بغیر جی گیا، بس اسی طرح ایک عاشق کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو جاتا ہے اور پھر اک اسٹیج ایسی بھی آتی ہے جب انسان عشق مجازی کی پار کی گئیں سیڑھیاں بھول جاتا ہے اور عشق حقیقی میں سرمست ہو جاتا ہے، آپ کو پتا ہے دیا؟ مجھے عشق مجازی سے آشنا کروانے والی صرف آپ ہیں اور کل رات آپ سے وہ بات کہنے کے بعد مجھے لگا شاید میرا رب میری آزمائش چاہتا ہے اور مجھے عشق حقیقی تک لے جانا چاہتا ہے پر ایسی زندگی کا تصور کرنا محال ہے جس میں آپ نہ ہوں اور میری گڑگڑاہٹ میرے رب نے سن لی اور دیکھیں کیسے آپ کا دل موڑ دیا میری طرف۔'' دیا کے ہاتھ کو دبا کر ولی نے بات مکمل کی۔

''آپ کے الفاظ میں تو جادو ہے، پہلے کبھی پتا ہی نہیں چلا۔'' دیا نے شرارت سے اسے چھیڑا تھا۔

''پہلے کبھی آپ نے مجھے سننے کی کوشش ہی نہیں کی۔'' ولی سادگی سے مسکایا تھا۔

''ولی پلیز مجھے معاف......'' دیا افسردہ سی ہو گئی جب ولی نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر خاموش کروایا تھا۔

''نہیں دیا بس ہمارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے رب نے کچھ بھی بگڑنے سے پہلے ہمیں سنبھالا دے دیا اور ہم اس طرح ایک دوسرے کے پاس بیٹھے ہیں۔'' ولی نے کہا تھا۔

''ولی حسن، مجھ سے شادی کریں گے؟'' دیا نے اس کا ہاتھ چومتے ہوئے اسے کہا تھا، اور پرپوز کرنے کا یہ نیا اور اس قدر خوبصورت طریقہ ولی کو اس قدر پسند آیا کہ اس نے جھک کر دیا کی پیشانی روشن کر دی۔

''ہاں ہاں ہاں۔'' جوش و جذبے سے جواب دیا گیا۔

''چلیں بس کریں اب، عائزہ آپی کہیں گی نجانے فریش ہونے کے بہانے کدھر چلی گئی۔'' دیا کو گزرتے وقت کا احساس ہوا تھا۔

''تم کہنا کہ اپنے شوہر سے ملنے گئی تھی۔'' ولید آپ سے تم پر آیا تھا۔

''نہیں میں کہوں گی، میں اپنے شوہر کو جاننے اسے پانے گئی تھی۔'' دیا نے پھر سے ولی کا ہاتھ چوما تھا، اس کے ہر ہر انداز سے شوخی جھلک رہی تھی اسے اپنے اللہ پر بے حد پیار آ رہا تھا جس نے اس کے مقدر میں اس قدر خوبصورت شریک حیات لکھا تھا، اس کی امید اس کی دعاؤں سے بڑھ کر اور یقیناً وہ اس خوشی کا شکر ضرور ادا کرے گی، دیا نے دل ہی دل میں گھر جا کر نوافل پڑھنے کی نیت باندھ لی تھی۔

☆☆☆

''کیا بات ہے آج تو جناب کے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی؟'' برات کے بعد جب گھونگھٹ میں چھپی دیا کو اس کے پہلو میں لا کر بٹھایا گیا تو عائزہ آپی نے ولی کو کان میں گھس کر چھیڑا تھا۔

''آپ کے ولیمے پہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔'' ولی نے آنکھ مار کر بدلہ چکایا تھا اور گھونگھٹ میں دیا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ کھل

گئی، ہال روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، اسٹیج پہ دو دو دولہے دو دو دلہنیں براجمان تھیں اور گھونگھٹ میں چھپی دیا اور وائٹ شیروانی میں مسکراتے ولی کو دیکھ کر مسز حسن بھی بے حد خوش تھیں ہر کوئی آ کر انہیں اس قدر نیک اور پیاری بہو کے لئے مبارک باد دے رہا تھا اور وہ خوشی محسوس کر رہی تھیں کہ واقعی میں ان کے بیٹے نے بالکل درست انتخاب کیا تھا، بعض اوقات چھوٹوں کے لئے گئے فیصلے بڑوں کو سر اٹھانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

☆☆☆

کمرے کے باہر بالکنی میں راستہ روکے کھڑی کزنز اور عائزہ آپی کو تگڑا سا نیگ دینے کے بعد اب وہ اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا، اس کے بڑھتے قدموں میں آج ہچکچاہٹ نہیں تھی، ڈر بھی نہیں تھا، رد ہو جانے کا خوف بھی نہیں تھا بلکہ آج سرشاری تھی، خود اعتمادی تھی اور پا لینے کا نشہ تھا، اسے معلوم تھا کہ آج اس کا انتظار کرنے والی اندر موجود ہے، اس کا مسکرا کر ملنے والی اس پر اپنی چاہتیں نچھاور کرنے والی اور اسے بھانے والی بیوی کا مان تھا جو اسے یوں سرشار کیے ہوئے تھا، ولی حسن کے بڑھتے قدموں میں نشہ تھا، پا لینے کا اسے یاد تھا جب پاکستان سے جانے کے بعد دیا کی سرد مہری پر وہ کڑھتا تھا، غم زدہ ہو جاتا تھا اور بے بس ہو جاتا تھا وہ وہاں اور کچھ نہیں کر سکتا تھا اس معاملے میں پھر ایک دن ولی نے مختلف کتابیں پڑھنا شروع کیں، اسلامک بکس ان کتابوں نے ولی کی شخصیت میں نکھار پیدا کیا تھا اور خصوصاً اس حدیث قدسی نے ولید کی زندگی بدل کر دی۔

اللہ پاک فرماتا ہے۔

''اے ابن آدم! ایک تیری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے پس اگر تو راضی ہو گیا اس پر جو میری چاہت ہے تو میں بخش دوں گا تجھ کو وہ جو تیری چاہت ہے لیکن اگر تو نے نافرمانی کی اس کی جو میری چاہت ہے تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں جو تیری چاہت ہے، پھر ہو گا وہی جو میری چاہت۔'' ولی کو اس حدیث سے عشق تھا جس نے اس کی زندگی جینے کا نظریہ بدل دیا تھا، اس نے سنکنگ چھوڑی، اپنے رب کو راضی کیا تو اس کے صدقے اس کے پیارے رب نے اسے اس کی چاہت عطا کر دی تھی، ولی نے بے حد مطمئن اور سرشار ہو کر کمرے کا دروازہ کھولا تھا، اندر اس کی چاہت اس کا انتظار کر رہی تھی، صحیح ہی کہتے ہیں، جس کو رب مل گیا، اس کو سب مل گیا، اور اللہ پاک کا کیا گیا وعدہ سب وعدوں پر بھاری ہے بیشک میرا سوہنا اللہ اپنے وعدوں کو خوب خوب پورا کرنے والا ہے، دور آسمان پر پھیلی خوبصورت چاندنی نے روشنی لٹاتے ہوئے ان دونوں کو نئی زندگی کی مبارکباد دی تھی، فضا میں چلتی خوبصورت سی جلترنگ نے دونوں کی زندگی کو خوبصورت اور خوش آئند دعاؤں سے نوازا تھا۔

☆☆☆

ہماری مطبوعات

ماں جی — قدرت اللہ شہاب
یا خدا — ″
طیفِ نثر — ڈاکٹر سید عبداللہ
طیفِ غزل — ″
طیفِ اقبال — ″
انتخاب کلامِ میر — مولوی عبدالحق
قواعدِ اردو — ″

لاہور اکیڈمی ــ لاہور